قرآن میں معاشی تربیت کے لیے الٰہی سنّتیں

Divine Traditions for the Economic Education in Quran

Open Access Journal
Qtly. Noor-e-Marfat
eISSN: 2710-3463
pISSN: 2221-1659
www.nooremarfat.com
Note: All Copy Rights are Preserved.

Dr. Ghulam Abbas
Researcher NoorulHuda Markaz-e Tehqeeqat, Mustafa International University, Islamabad, Pakistan.
E-mail:ghulamabbas.kash@gmail.com

Abstract: Allah has made some Sunnahs general in this world which have nothing to do with human actions, such as Sunnah of Mercy and Sunnah of Guidance etc. On the contrary, there are some sunnahs which are associated with human actions. In this article, the divine sunnahs in the field of economics, That is, if a person performs those actions, those Sunnahs will be realized in this world But if a person does not perform these actions, those Sunnahs will not be realized. As in the light of the Qur'an, piety, trust, piety, thanksgiving, giving, lending and marriage increase sustenance. Similarly, it is the Sunnah of Allah that the more effort and effort a person makes, the more sustenance he will get.
It is also the Sunnah of Allah to provide hardship and generosity in sustenance, which God does according to the interests of His servants. Being aware of these interests, a person stays close to God in all situations, and tries to perform those actions that increase sustenance. And keep away from those actions, which take away from God and cause hardship in sustenance.

Keywords: Quran, Economic, Education, Divine traditions, Humen

خلاصہ

اللہ تعالیٰ نے اس جہان کا نظام چلانے کے لیے کچھ سنّتیں عمومی قرار دی ہیں جن کا انسان کے اعمال سے کوئی تعلق نہیں، جیسے: سنت رحمت اور سنت ہدایت وغیرہ ہیں۔ اس کے برعکس کچھ سنّتیں ایسی بھی ہیں جو انسانوں کے اعمال پر موقوف ہیں۔ اس مقالہ میں قرآن کی رو سے معاشیات کے میدان میں اللہ تعالیٰ کی وہ سنّتیں بیان کی گئی ہیں جن کا تعلق انسان کے اعمال سے ہے، یعنی اگر انسان وہ اعمال انجام دے گا تو وہ سنّتیں اسی دنیا میں محقق ہوں گی، لیکن اگر انسان ان اعمال کو انجام نہیں دے گا تو وہ سنّتیں محقق نہیں ہوں گی، جیسے: قرآن کی روشنی میں دینداری، توکل، تقویٰ، شکر، انفاق، قرض دینے اور شادی کرنے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ انسان جتنی سعی اور کوشش کرے گا، اسے اتنا رزق ملے گا۔ رزق میں تنگی اور فراخی دینا بھی اللہ تعالیٰ کی سنت ہے جسے خداوند تعالی بندوں کی مصلحت کے مطابق انجام دیتا ہے۔ ان مصلحتوں سے آگاہی سے انسان ہر حال میں خداوند تعالی کے نزدیک رہتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ وہ اعمال انجام دے جن سے رزق میں اضافہ ہو اور ان اعمال سے دوری اختیار کرے جو انسان کو خدا سے دور کرتے ہیں اور رزق میں تنگی کا باعث بنتے ہیں۔

کلیدی کلمات: قرآن، معاشی تربیت، الٰہی سنّتیں، انسان، سعی و کوشش۔

مقدمہ

قرآنی ہدایت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسے قوانین بنائے ہیں جن کا تعلق انسان کے اعمال سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اختیار میں رکھا ہے کہ اگر وہ نیک اور اچھے اعمال انجام دے گا تو اس کے مقابلے میں خداوند تعالی نے اسے اسی دنیا میں جزائے خیر دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اسی طرح اگر انسان برے اعمال انجام دے گا تو خداوند تعالی اسی دنیا میں اس کی سزا دے گا۔ یہ ایسی سنّتیں ہیں جو تمام قوموں کے لیے یکساں ہیں۔ اگر گزشتہ قوموں کی طرف نگاہ کی جائے تو بہت سے شواہد ایسے ملیں گے جن شواہد کے مطابق خداوند تعالی کی سنتوں پر عمل کرنے سے کچھ قوموں کو اسی دنیا میں اچھی جزا ملی اور کچھ قومیں ایسی بھی گزری ہیں جنہوں نے ایسے اعمال انجام دیے جس کے بدلے میں انہیں اسی دنیا میں عذاب ملا۔

الٰہی سنتوں میں بعض سنّتیں ایسی ہیں جن کا ایک پہلو اثباتی اور ایک پہلو سلبی ہے، مثال کے طور پر شکر کرنے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے اور ناشکری سے نعمتیں چھن جاتی ہیں۔ ان سنتوں کی خاصیت یہ ہے کہ یہ سنّتیں زمان اور مکان سے بالاتر ہیں؛ جیسے گزشتہ قوموں کے لیے تھیں اسی طرح ہمارے لیے بھی ثابت ہیں۔ اس لیے ان سنتوں کا جاننا بے حد ضروری ہے تاکہ انسان اپنی زندگی میں ان سنتوں پر عمل کرے اور خداوند تعالی کی ان سنتوں

سے بہرہ مند ہو جو خداوند تعالی نے انسان کی پیشرفت کے لیے بنائی ہیں اور اس کے بر عکس ان سنتوں کا جاننا بھی ضروری ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے اس لیے بنایا ہے کہ انسان ایسے کاموں سے دوری اور اجتناب کرے جو خداوند تعالی کے عذاب کا باعث بنتے ہیں۔ موجودہ تحقیق میں ان مطالب پر اکتفاء کیا جائے گا جو انسان کی معاشی تربیت سے وابستہ ہیں اور ان سنتوں کو زیر بحث لایا جائے گا جن کا میدان فراہم کرنا انسان کے ہاتھ میں ہے۔

مفہوم شناسی

سنت

سنت لغت میں روش، طریقہ، قانون، آئین، رسم و رواج اور فطرت ہے۔[1] راغب اصفہانی کہتے ہیں کہ پیغمبر ﷺ کے راستہ، طریقے اور روش کا نام ہے۔ خداوند تعالی کی سنت سے دو مطلب مراد ہیں: 1۔ خداوند تعالی کی حکمت کی روش 2۔ خداوند تعالی کی اطاعت اور بندگی کا طریقہ۔ اصطلاح میں سنت سے مراد وہ اعمال ہیں جنہیں خداوند تعالی مسلسل اس طرح سے انسانوں کے لیے انجام دیتا ہے اور دیتا رہے گا جیسے وہ ان اعمال کے قانون مند ہونے کی حکایت کر رہی ہوں۔[2]

سنتوں کی اقسام

اللہ تعالیٰ کی سنتوں کی تقسیم مختلف طریقوں سے کی گئی ہے لیکن اختصار کے پیش نظر یہاں ہم سنتوں کو دو حصوں میں تقسیم کریں گے۔

1. مطلق سنتیں

ایسی سنتیں ہیں جنہیں خداوند تعالی نے انسانوں کے اعمال پر توجہ دیے بغیر اس جہان میں قرار دیا ہے جو انسان کے اختیار میں نہیں۔ اصل میں انسان کی آفرینش اور تدبیر میں اللہ تعالیٰ نے انہیں رکھا ہے۔ یہ سنتیں عمومی ہیں، ان کا انسان کے اعمال سے کوئی تعلق نہیں۔[3]

2. مقید سنتیں

ایسی سنتیں جو ان مقدمات پر موقوف ہیں جنہیں فراہم کرنا انسان کے اختیار میں ہے۔ ان سنتوں کی بنیاد انسان کے وہ انفرادی اور اجتماعی اعمال ہیں جنہیں وہ انجام دیتا ہے۔ جب بھی ان کے مقدمات فراہم ہوں گے، وہ قطعی طور پر واقع ہوں گی۔ دراصل انسان کے یہ اعمال انعام یا سزا کا باعث بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان سنتوں کے درمیان بھی علت اور معلول کا رابطہ رکھا ہے۔[4]

الٰہی سنتوں کی خصوصیات

1. الٰہی ہونا

قرآن میں سنت اللّٰہ کا لفظ یہ بتاتا ہے کہ یہ سنتیں الٰہی ہیں: وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيلًا (فاطر 43) ترجمہ: اور تو اللہ تعالیٰ کے قانون میں کوئی تغیر نہیں پائے گا۔

2. تمام امتوں کے لیے یکساں ہونا

یہ سنتیں کسی زمانہ اور قوم کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ سنتیں زمان اور مکان سے بالاتر ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ (آل عمران 137) ترجمہ: تم سے پہلے کئی واقعات ہو چکے ہیں سو زمین میں سیر کرو اور دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا۔

اسی طرح فرمایا: يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (نساء 26) ترجمہ: اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہارے لیے (قوانین) بیان کرے اور تمہیں پہلوں کی راہ پر چلائے اور تمہاری توبہ قبول کرے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔

3. تبدیل نہ ہونا

یہ سنتیں قانون مند ہیں یعنی یہ سنتیں ایسی نہیں کہ ایک زمانے میں ایک تاثیر رکھیں اور دوسرے زمانے میں دوسری تاثیر۔ یہ الٰہی قوانین تمام امتوں کے لیے ایک جیسے ہیں۔ کسی امت یا گروہ کے ساتھ خاص نہیں۔ ایسا بھی نہیں کہ یہ سنتیں ایک زمانہ میں ایک کچھ ہوں اور دوسرے زمانے میں کچھ اور۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا (احزاب 62) ترجمہ: یہی اللہ تعالیٰ کا قانون ہے ان لوگوں میں جو اس سے پہلے گزر چکے ہیں اور آپ اللہ تعالیٰ کے قانون میں کوئی تبدیلی ہرگز نہ پائیں گے۔

4. اختیاری ہونا

یہ ایسی سنتیں ہیں جن کے مقدمات کا فراہم کرنا انسان کے اختیار میں ہے، لیکن ان سنتوں کا نتیجہ انسان کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ انسان ان سنتوں سے آگاہی رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو جب بھی انسان ایسے اعمال دے گا جن پر یہ سنتیں موقوف ہیں تو ان اعمال کے مطابق یہ سنتیں متحقق ہو جائیں گی، جیسے: قرآن کی ایک آیت کے مطابق جب ایک بستی والوں نے ظلم کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کیا۔ وَتِلْكَ الْقُرَىٰ أَهْلَكْنَاهُمْ لَمَّا ظَلَمُوا (کہف 59) ترجمہ: اور یہ بستیاں جو ویران پڑی ہیں جب انہوں نے ظلم کیا۔ جب انسانوں نے ظلم کیا تب ہلاک ہوئے یعنی اگر ظلم نہ کرتے تو خداوند تعالیٰ کی یہ سنت انجام نہ پاتی۔

معاشیات کے میدان میں الٰہی سنتیں

قرآن کی رو سے اللہ تعالیٰ نے معاشیات کے میدان میں دو طرح کی سنتیں قرار دی ہیں:

ایک وہ سنتیں ہیں جو معاشیات کے میدان میں مثبت تاثیر رکھتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پچھلی کتابوں میں بھی ہم نے لکھ دیا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہوں گے ہم انہیں زمین کا وارث بنائیں گے: وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ (انبیاء 105) ترجمہ: اور البتہ بتحقیق ہم ذکر کے بعد زبور میں لکھ چکے ہیں کہ بے شک ہمارے نیک بندے ہی زمین کے وارث ہوں گے۔

لفظ "زمین" جب مطلق کہا جائے تو یہ اس جہان کی زمین ہے۔ لفظ "ارث" کا مطلب ہے وہ چیز جو بغیر کسی لین دین کے منتقل ہو جائے۔[5] الذِّكْرِ سے مراد قرآن ہے یا تورات اس پر مختلف اقوال ذکر ہوئے ہیں، لیکن آیت کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکر سے مراد تورات ہے چونکہ زبور کے بعد جو کتاب نازل ہوئی وہ تورات ہے۔ قرآن زبور کے بعد نہیں بلکہ سب سے آخر میں نازل ہوا۔[6] صالحون کا ایک وسیع مفہوم ہے جس میں ایمان اور توحید کے ساتھ دوسری تمام خوبیاں شامل ہیں، جیسے: عمل اور تقویٰ کے لحاظ سے قابلیت، علم و آگاہی کے لحاظ سے قابلیت، قوت و صلاحیت کے لحاظ سے قابلیت، امور کی تدبیر اور اجتماعی نظم کے حوالے سے قابلیت سب صالح اعمال میں شامل ہیں۔[7] اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر لوگ نیک اعمال انجام دیں گے تو اللہ تعالیٰ زمین کی منفعت ان کے سپرد کرے گا، یعنی ایسے اسباب بنائے گا جس سے ان کی معاشی زندگی بہتر ہوتی جائے گی۔ اموال کی کثرت اور زیادتی ہوگی اور ان اموال کے یہ مالک ہوں گے۔

دوسری وہ سنتیں ہیں جو معاشیات کے میدان میں سلبی تاثیر رکھتی ہیں جن کے انجام دینے سے معاشیات کے میدان میں خداوند تعالی کا عذاب آتا ہے۔ جیسا کہ خداوند تعالی فرماتا ہے: حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم ناپ تول میں کمی کرتی تھی۔ حضرت شعیب علیہ السلام کے منع کرنے کے باوجود وہ باز نہ آئی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا عذاب نازل کیا۔ قرآن اس واقعہ کو اس طرح نقل کرتا ہے: وَيَا قَوْمِ أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ (ہود 85) ترجمہ: " اور اے میری قوم! انصاف سے ناپ اور تول کو پورا کرو، اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو اور زمین میں فساد نہ مچاؤ۔"

ان کی قوم نے کہا: قَالُوا يَا شُعَيْبُ أَصَلَاتُكَ تَأْمُرُكَ أَن نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا أَوْ أَن نَّفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ (ہود 87) ترجمہ: " انہوں نے کہا اے شعیب! کیا تیری نماز تجھے یہی حکم دیتی ہے کہ ہم ان چیزوں کو چھوڑ دیں جنہیں ہمارے باپ باپ دادا پوجتے تھے یا اپنے مالوں میں اپنی خواہش کے مطابق معاملہ نہ کریں۔" جب قوم باز نہ آئی تو اللہ تعالیٰ نے عذاب نازل کر دیا۔ (ہود 94)

دنیا میں جو مصیبتیں یا سختیاں آتی ہے ان میں بعض مصیبتیں انسانوں کے اعمال کی وجہ سے رونما ہوتی ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ظَهَرَ الْفَسادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِما كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذيقَهُمْ بَعْضَ الَّذي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُون (روم 41) ترجمہ: "خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب سے فساد پھیل گیا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے تاکہ وہ باز آجائیں۔" اس آیت کو سامنے رکھتے ہوئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ بعض معاشی مصیبتیں بھی خود انسانوں کے اعمال کی وجہ سے ظاہر ہوتی ہیں۔

یہاں ہم چند ایک الٰہی سنّتیں ذکر کریں گے جو قرآن نے بیان کی ہیں۔ جن کا تعلق انسان کے اپنے اعمال سے ہے، یعنی وہ اعمال جن کا انسان کی معاش پر مثبت یا منفی اثر پڑتا ہے۔

معاشیات کے میدان میں مثبت تاثیر والی سنتیں

1. دینداری سے برکات کا نازل ہونا

دینداری سے مراد انسان کا اپنے ضرر یا نفع ہر دو صورتوں میں دین کی اتباع کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سنتوں میں سے ایک سنت یہ ہے کہ اگر لوگ اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی کتاب کے مطابق عمل کریں تو ان کے رزق میں اضافہ ہو گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا: وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقامُوا التَّوْراةَ وَ الْإِنْجيلَ وَ ما أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ لَأَكَلُوا مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ مِنْهُمْ أُمَّةٌ مُقْتَصِدَةٌ (مائدہ 66) ترجمہ: "اور اگر وہ تورات اور انجیل کو قائم رکھتے اور اس کو جو ان پر ان کے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے تو اپنے اوپر سے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے (زمین اور آسمان کی تمام برکات) کھاتے، ان میں سے کچھ لوگ معتدل ہیں۔"

تورات اور انجیل سے مراد دو آسمانی کتابیں ہیں جو بالترتیب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اپنی اصلی شکل میں نازل ہوئیں، نہ کہ موجودہ تحریف شدہ تورات اور انجیل۔ ما أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ سے مراد وہ کتابیں ہیں جو تورات اور انجیل کے بعد دوسرے انبیاء پر نازل ہوئیں، جیسے: مزامیر حضرت داؤدؑ پر نازل ہوئی، جسے قرآن نے زبور کہا ہے وغیرہ۔ لَأَكَلُوا مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ سے مراد زمین اور آسمان کی مطلقاً نعمتیں ہیں اور ان سے فائدہ اٹھانا ہے، فائدہ چاہے کھانے کے طریقے سے ہو یا کسی دوسرے طریقے سے۔ عربوں کی لغت میں کھانے سے مراد مطلق تصرف اور نعمتوں سے فائدہ اٹھانا رائج ہے، یہ جو کہا کہ اگر اہل کتاب جو احکامات ان کے پاس تھے اس پر عمل کرتے تو اوپر، نیچے سے رزق کھاتے، کنایۃ کہا یعنی ہر جگہ سے انہیں رزق ملتا۔[8]

توجہ رہے کہ کتاب پر عمل کرنا اور رزق کا زیادہ ہونا قرآن کی رو سے کسی زمانے کے ساتھ خاص نہیں بلکہ جب بھی لوگ خداوند تعالی کے احکامات پر عمل کریں گے ان کے رزق میں فراوانی ہو گی۔

2. توکل کرنے سے رزق کا ملنا

قرآن کی رو سے جو انسان اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے، خداوند تعالی اس کے رزق کا خود بندوبست کرتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ فَهُوَحَسْبُهُ (طلاق 3) ترجمہ: " اور جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے پس وہی اس کو کافی ہو جاتا ہے۔" ایک دوسری آیت میں فرمایا: وَ ما عِنْدَ اللهِ خَيْرٌ وَ أَبْقى‏ لِلَّذينَ آمَنُوا وَ عَلى‏ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُون (شوریٰ 36) ترجمہ: "اور جو بھی خداوند تعالی کے پاس ہے، جو لوگ ایمان لائے ہیں، اور اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہیں، بہتر اور پائدار ہے۔" البتہ توجہ رہے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل، اپنے خاص مفہوم کے ساتھ کرنا ہے۔

مذکورہ آیات کی روشنی سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان اور توکل، انسان کی معاشی زندگی پر اثرانداز ہے۔ توکل سے مراد قطعاً یہ نہیں ہے کہ انسان کو سعی اور کوشش نہ کرے، بلکہ انسان اپنی پوری سعی اور کوشش کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر توکل کرے، توکل طبیعت کے قوانین کے مطابق ہو۔

3. تقویٰ اختیار کرنے سے آسمانی برکات کا نازل ہونا

قرآن کی رو سے اللہ تعالیٰ کی ایک اور سنت یہ ہے کہ تقویٰ اختیار کرنے سے اللہ تعالیٰ، زمین اور آسمانوں کی برکات کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرى‏ آمَنُوا وَ اتَّقَوْا لَفَتَحْنا عَلَيْهِمْ بَرَكاتٍ مِنَ السَّماءِ وَ الْأَرْضِ وَ لكِنْ كَذَّبُوا فَأَخَذْناهُمْ بِما كانُوا يَكْسِبُون (اعراف 96) ترجمہ: "اور اگر بستیوں والے لوگ ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر زمین اور آسمان کی برکات کے دروازے کھول دیتے۔"

مذکورہ آیات کا مفہوم بہت واضح ہے کہ اگر کسی بستی یا جامعہ کے لوگ ایمان کے ساتھ تقویٰ اختیار کرتے تو اللہ تعالیٰ حتماً اس پر آسمان اور زمین کی برکات کے دروازے کھول دیتا۔ لَفَتَحْنا میں لام تاکید کے لیے آئی ہے اور لو، کے جواب میں آئی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر پہلا جملہ (لوگ ایمان اور تقویٰ لائے) صادق آیا تو دوسرا جملہ (ہم کھولیں گے۔۔۔) صادق آئے گا۔ اس مطلب کی تائید میں ایک دوسری آیت میں فرمایا: مَنْ يَتَّقِ اللهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجاً وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لا يَحْتَسِبُ (طلاق 2-4) ترجمہ: "جو بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا، خداوند تعالیٰ اس کے لیے کوئی راستہ نکال دے گا، اور اسے وہاں سے رزق دے گا جہاں اسے گمان بھی نہیں ہوگا۔"

4. شکر کرنے سے نعمتوں کا بڑھنا

قرآنی آیات کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر کرنے سے، نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے: إِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزيدَنَّكُمْ (ابراہیم 7) ترجمہ: " البتہ اگر تم شکر گزاری کروگے تو اور زیادہ دوں گا۔" آیت میں شکر مطلق آیا ہے، شکر زبانی، شکر قلبی اور شکر عملی تینوں کو شامل ہے۔ شکر زبانی

سے مراد خداوند تعالی کی نعمتوں کی تعریف کرنا۔ جیسے الحمد للہ کہنا **شکر قلبی** سے مراد یہ ہے کہ انسان تمام نعمتوں کو خداوند تعالی کی طرف سے جانے۔ **عملی شکر** جو عبادت کرنے اور اپنی جان و مال کو خداوند تعالی کی خوشنودی اور لوگوں کی خدمت میں خرچ کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔[9] جو نعمت اللہ تعالیٰ نے دی اسے اس نعمت کو اللہ تعالیٰ کی رضامیں خرچ کرنا یاایک نعمت کے بدلے میں ایک نیک عمل یا عبادت انجام دینا ہے۔[10]

خداوند تعالی نے اس سنت کو بھی جملہ شرطیہ کی صورت میں بیان کیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ جب بھی شرط (شکر گزاری) محقق ہو گی، تو جواب شرط محقق ہو گا۔

5. خدا وند تعالی کی راہ میں انفاق سے رزق میں اضافہ ہونا

قرآن کی آیات کی روشنی میں خداوند تعالی کی راہ میں مال خرچ کرنے سے رزق بڑھتا ہے۔اگر عام مادی نگاہ سے دیکھا جائے تو ظاہرا لگتا ہے کہ خداوند تعالی کی راہ میں مال خرچ کرنے سے مال کم ہوتا ہے۔جب کہ الٰہی تعلیمات کی روشنی میں خداوند تعالی کی راہ میں انفاق سے رزق بڑھتا ہے، سورۃ بقرہ کی 261 آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوالَهُمْ في سَبيلِ الله........ ترجمہ: "ان لوگوں کی مثال جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرتے ہیں ایسی ہے کہ جیسے ایک دانہ جو سات بالیں اگائے ہر بال میں سو سو دانے، اور اللہ تعالیٰ جس کے واسطے چاہے بڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت جاننے والا ہے۔" اسی طرح بقرہ کی 265 آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ------۔ ترجمہ: اور ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اور اپنے دلوں کو مضبوط کرکے خرچ کرتے ہیں ایسی ہے جس طرح بلند زمین پر ایک باغ ہو اس پر زور کا مینہ برسا تو وہ باغ اپنا پھل دوگنا لایا۔

ان دو آیات میں اللہ تعالیٰ نے مثالوں کے ذریعہ یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ انفاق سے رزق کم نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا ہے، اور یہ کسی زمانے کے ساتھ خاص نہیں بلکہ جب بھی لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں انفاق کریں گے ان کے اموال رشد کریں گے۔

6. قرض دینے سے مال کا بڑھنا

اللہ تعالیٰ کی سنتوں میں سے ایک سنت ہے جسے خداوند تعالی نے انسانوں کے اعمال سے وابستہ کیا ہے کہ جو شخص خداوند تعالی کی خاطر کسی دوسرے کو قرض دے گا خداوند تعالی اسے کئی گنا بڑھا کر واپس کرے گا۔ سورۃ بقرہ کی 245 آیت میں خداوند تعالی فرماتا ہے: مَنْ ذَا الَّذى يُقْرِضُ اللهَ قَرْضاً حَسَناً فَيُضاعِفَهُ لَهُ أَضْعافاً كَثيرَةً وَ اللهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُطُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُون ترجمہ: "ایسا کون شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دے پھر اللہ تعالیٰ اس کو کئی گنا بڑھا کر دے؟ خداوند تعالی اس آیت میں قرض دینے کی طرف تشویق کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ جو شخص میرے

بندے کو قرض دے گا گویا وہ قرض اس نے مجھے دیا ہے۔ اس قرض کے بدلے میں، میں خدا سے کئی گنا بڑھا کر واپس کروں گا۔"

اس سنت کو بھی اللہ تعالیٰ نے جملہ شرطیہ میں بیان کیا ہے کہ جو شخص بھی کسی دوسرے کو قرض دے گا، گویا اس نے خداوند تعالی کو قرض دیا ہے اور اللہ تعالیٰ اس قرض کا بدلہ کئی گنا بڑھا کر دے گا۔

7. شادی کرنے سے رزق کا بڑھنا

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے شادی کرنے سے رزق کے بڑھنے کو ایک سنت کے طور پر متعارف کروایا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَ أَنْكِحُوا الْأَيامى‏ مِنْكُمْ وَ الصَّالِحينَ مِنْ عِبادِكُمْ وَ إِمائِكُمْ إِنْ يَكُونُوا فُقَراءَ يُغْنِهِمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ وَ اللهُ واسِعٌ عَليم (نور 32) ترجمہ: "اور جو تم میں مجرّد ہوں اور جو تمہارے غلام اور لونڈیاں نیک ہوں سب کے نکاح کرا دو، اگر وہ مفلس ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں غنی کر دے گا، اور اللہ تعالیٰ کشادگی والا سب کچھ جاننے والا ہے۔" آیت کا مفہوم یہ ہے کہ غیر شادی شدہ افراد، شادی کے مسئلہ میں غربت سے نہ ڈریں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ جو شخص شادی کرتا ہے، شادی کی وجہ سے اس کا رزق تنگ نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے واضح اعلان کر دیا کہ اگر کوئی فقیر شادی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے غنی کر دے گا۔

8. خداوند تعالی سے بخشش طلب کرنے سے برکات کا نازل ہونا

خداوند تعالی کی سنت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے بندے اس سے سچے دل سے توبہ اور استغفار کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آسمانی برکات کو نازل کرتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كانَ غَفَّاراً يُرْسِلِ السَّماءَ عَلَيْكُمْ مِدْراراً وَ يُمْدِدْكُمْ بِأَمْوالٍ وَ بَنينَ.. (نوح 10- 12) ترجمہ: "پس میں نے کہا: اپنے رب سے بخشش مانگو بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ وہ آسمان سے تم پر (موسلا دھار) بارش برسائے گا۔ اور مال اور اولاد سے تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لیے باغ بنادے گا اور تمہارے لیے نہریں بنادے گا۔" يُرْسِلِ السَّماءَ سے مراد اوپر والی طرف ہے جہاں سے بادل ہوا کے ساتھ آتے ہیں۔ عَلَيْكُمْ مِدْرارًا یعنی ایک کے بعد دوسرے، ندیاں، نہریں، چشمے، حوض پانی سے بھر جائیں گے، پودے اگیں گے، درخت پھل دیں گے اور موسم خوش گوار ہو جائے گا۔[11]

اس آیت میں بارش کے نزول، اموال اور اولاد کی زیادتی کی علت، استغفار بیان کی گئی ہے۔ البتہ توبہ ایمان کے ساتھ، عذاب نازل ہونے سے پہلے اور شرائط کے ساتھ ہو۔[12]

9. صبر اور استقامت کرنے سے رزق میں اضافہ ہونا

استقامت سے مراد سیدھے راستے پر ہونا اور صحیح راستے پر ثابت قدم رہنا ہے۔[13] قرآنی آیات کی رو سے اگر انسان خداوند تعالی کی راہ میں صبر اور استقامت اختیار کرتا ہے تو خداوند تعالی اس کی روزی میں اضافہ کرتا ہے۔ جیسا کہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ أَنْ لَوِ اسْتَقامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ لَأَسْقَيْناهُمْ ماءً غَدَقا (جن 16) ترجمہ: "اور اگر وہ (مکہ والے) راستے پر سیدھے رہتے تو ہم انھیں ضرور بہت وافر پانی پلاتے۔" اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے جملہ شرطیہ کے ذریعہ یہ بیان کر دیا کہ اگر لوگ سیدھا راستے پر قائم رہتے تو اللہ تعالیٰ انہیں وافر پانی دیتا۔ غَدَقًا کا معنی کثیر ہے۔ وافر پانی سے مراد وافر رزق ہے، کیونکہ زمین سے حاصل ہونے والی تمام برکات بارش ہی سے حاصل ہوتی ہیں۔[14] ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بَارَكْنَا فِيْهَا ؕ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ بِمَا صَبَرُوْا (اعراف 137) ترجمہ: "اور ہم نے ان لوگوں کو وارث کر دیا جو اس زمین کے مشرق و مغرب میں کمزور سمجھے جاتے تھے کہ جس میں ہم نے برکت رکھی ہے، اور تیرے رب کا نیک وعدہ بنی اسرائیل کے حق میں ان کے صبر کے باعث پورا ہو گیا۔"

مذکورہ آیت کی رو سے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ کر رکھا تھا کہ اگر صبر سے کام لوگے تو انہیں زمین کا وارث بنایا جائے گا اور ان کے رزق میں برکت دی جائے گی۔

10. سعی اور کوشش سے رزق کا ملنا

اللہ تعالیٰ کی سنتوں میں سے ایک سنت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کا رزق اس کی سعی کے مطابق دیتا ہے۔ انسان کو اس دنیا میں وہی نصیب ملتا ہے جو اس نے تلاش اور کوشش کی ہے: لِلرِّجالِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبُوا، وَ لِلنِّساءِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبْنَ، وَ سْئَلُوا اللهَ مِنْ فَضْلِهِ (نساء 32) ترجمہ: "مردوں کو اپنی کمائی سے حصہ ہے، اور عورتوں کو اپنی کمائی سے حصہ ہے، اور اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو۔" اگر کوئی انسان کوشش نہ کرے تو خداوند تعالی بھی اس کی مدد نہیں کرتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ (رعد 11) ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت کو نہ بدلے۔" اللہ تعالیٰ کی یہ ایک عمومی سنت ہے کہ انسان جب تک خود اپنی حالت بدلنے کی کوشش نہیں کرتا، خداوند تعالی بھی اس کی زندگی میں مثبت تبدیلی نہیں لاتا۔" اس آیت کی روشنی میں یہ اللہ تعالیٰ کی سنتوں میں سے ایک سنت ہے، کہ جو شخص جتنی کوشش کرے گا، اس کا نصیب اس دنیا میں اتنا ہی ہوگا۔

11. انسان کی معاشی آزمائش کرنا

خداوند تعالی کی سنتوں میں سے ایک سنت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو نعمتیں دی ہیں ان میں کمی یا زیادتی کرکے انسانوں کو آزماتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ؕ وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ (بقرہ 155) ترجمہ: "اور ہم تمہیں کچھ خوف اور بھوک اور

مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے ضرور آزمائیں گے، اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دو۔" وَ أَمَّا إِذا مَا ابْتَلاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَهانَنِ (فجر 16) ترجمہ: " لیکن جب اسے آزماتا ہے پھر اس پر اس کی روزی تنگ کرتا ہے تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا۔" خداوند تعالی رزق میں تنگی اور کشائش مصلحت کے مطابق انجام دیتا ہے، جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے: انّ من عبادی من لا یصلحه الا الغنی فان افقرته لافسده ذلك و ان من عبادی من لا یصلحه الا الفقر فان اغنیته لافسده. ذلك فمن لم یرض بقضایی و لم یصبر علی بلائی فلیطلب ربّا سوای و لیخرج من ارضی و سمائی[15] ترجمہ: "میرے بندوں میں سے ایسا ہوتا ہے کہ اسے غنی کرنا بہتر ہوتا ہے، کیوں کہ اگر اسے فقیر کروں تو فساد کرے گا اور میرے بندوں میں سے کوئی ایسا ہے جس کی اصلاح صرف اسے فقیر کرنے سے ہو سکتی ہے، چونکہ اگر اسے غنی کروں تو فساد کرے گا۔ اس وجہ سے جو میری قضا پر راضی نہ ہو، میری دی ہوئی مصیبت پر صبر نہ کرے تو اسے چاہیے کہ میرے علاوہ کوئی دوسرا رب تلاش کرے اور میری زمین سے نکل جائے۔"

معاشیات کے میدان میں منفی پہلو والی سنتیں

منفی پہلو والی سنتوں سے مراد، انسان کے وہ اعمال ہیں جن کو انجام دینے سے نعمتیں سلب ہوتی ہیں اور انسان اللہ تعالیٰ کے عذاب کا مستحق قرار پاتا ہے۔ قرآن کی رو سے وہ سنتیں درج ذیل ہیں:

1. ناشکری کی وجہ سے نعمتوں کا چھن جانا

معاشیات کے میدان میں اللہ تعالیٰ کی سنتوں میں سے ایک سنت یہ ہے کہ جب انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ انسان کے رزق میں تنگی کر دیتا ہے۔ خداوند تعالیٰ مثال کے ذریعہ اس سنت کو بیان کرتا ہے: قَرْيَةً كانَتْ آمِنَةً مُطْمَئِنَّةً يَأْتِيها رِزْقُها رَغَداً مِنْ كُلِّ مَكانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللهِ فَأَذاقَهَا اللهُ لِباسَ الْجُوعِ وَ الْخَوْفِ بِما كانُوا يَصْنَعُون (نحل ۱۱۲) ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ ایک ایسی بستی کی مثال بیان فرماتا ہے جہاں ہر طرح کا امن چین تھا اس کی روزی بافراغت ہر جگہ سے چلی آتی تھی پھر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی پھر اس بستی والوں نے اللہ تعالیٰ نے ان کے برے کاموں کے سبب سے جو وہ کیا کرتے تھے یہ مزہ چکھایا کہ ان پر فاقہ اور خوف چھا گیا۔" سورہ ابراہیم کی 7 نمبر آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِىْ لَشَدِيْدٌ ترجمہ: " اور اگر ناشکری کروگے تو یقینا میرا عذاب بھی سخت ہے۔"

یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے جملہ شرطیہ کے ذریعہ بیان کیا کہ اگر تم ناشکری کروگے تو یقینا میں عذاب دوں گا۔

2. مستحقین کا حق نہ دینے سے معاشی زوال آنا

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے اموال میں فقیروں اور مسکینوں کا حق رکھا ہے۔قرآنی آیات کی رو سے فقیروں اور مسکینوں کا حق ادا نہ کرنے سے خداوند تعالی اموال سے برکت چھین لیتا ہے اور انسان کی معاشیات کو نابود کرتا ہے۔ قرآن میں خداوند تعالی نے مختلف جگہوں پر اس بات کو بیان کیا ہے ان میں سے اصحاب جنت کے قصّہ کو خداوند تعالی یوں بیان کرتا ہے کہ اصحاب جنت نے اس وجہ سے اپنے باغ کے سارے میوہ جات کو درختوں سے چن لیا تاکہ صبح کے وقت جب فقیر لوگ آئیں تو انہیں دینے کے لیے کچھ نہ ہو۔ فقیروں کو ان کے حق سے محروم کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے رات کے وقت ہی ان کے باغ کو تباہ کر دیا: إِنَّا بَلَوْنَاهُمْ كَمَا بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ إِذْ أَقْسَمُوا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ...... (قلم 17- 20) ترجمہ: "بے شک ہم نے ان کو آزمایا ہے جیسا کہ ہم نے باغ والوں کو آزمایا تھا، جب انہوں نے قسم کھائی تھی کہ وہ ضرور صبح ہوتے ہی اس کا پھل توڑ لیں گے۔ اور ایک میوہ بھی نہ چھوڑیں گے، پھر تو اس پر رات ہی میں آپ کے رب کی طرف سے ایک جھونکا چل گیا اس حال میں کہ وہ سوئے ہوئے تھے۔ پھر وہ کٹی ہوئی کھیتی کی طرح ہو گیا۔"

3. اللہ تعالیٰ کے ذکر سے روگردانی سے رزق کا تنگ ہونا

قرآنی تعلیمات کی رو سے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے روگردانی کرنے سے انسان کی معیشت تنگ ہو جاتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا (طہ 124) ترجمہ: " اور جو میرے ذکر سے منہ پھیرے گا تو اس کی زندگی بھی تنگ ہو گی اور اسے قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھائیں گے۔"

آیت میں ذکر سے اعراض علت ہے، زندگی تنگ ہونے کی، یہاں معیشت کی تنگی سے مراد مالی تنگی نہیں، بلکہ زندگی میں ہر قسم کی تنگی مراد ہے۔ ممکن ہے کہ ایک شخص بہت زیادہ اموال رکھتا ہو لیکن حرص کی وجہ سے قانع نہ ہو، یا کسی مرض میں مبتلا ہو جائے یا کسی اور مشکل کی وجہ سے اس کی زندگی کی لذت اس سے چھن جائے۔

نتیجہ

قرآن کی رو سے اللہ تعالیٰ نے دو طرح کی سنتیں قرار دی ہیں، ایک وہ سنّتیں ہیں جن کا انسان کے اعمال سے کوئی تعلق نہیں۔ جیسے: سنت رحمت كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ (انعام: 54) " اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر رحمت کو واجب قرار دیا ہے۔" سنت استدراج یعنی خداوند تعالی ایک ہی دفعہ عذاب یا انعام نہیں دیتا بلکہ آہستہ آہستہ اور وقت گزرنے کے ساتھ پاداش اور انعام دیتا ہے، یا سنت آزمائش وغیرہ ہے۔ بعض سنّتیں ایسی ہیں، جو انسان کے اعمال سے وابستہ ہیں، جن کا خارج میں واقع ہونا انسان کے اعمال سے وابستہ ہے، جیسے: تقویٰ اختیار کرنے سے

اللہ تعالیٰ کی برکات کا نازل ہونا ہے: وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَى آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ (اعراف: 96) ترجمہ: " اور اگر بستیوں والے ایمان لے آتے اور ڈرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے نعمتوں کے دروازے کھول دیتے۔"

اللہ تعالیٰ کی یہ سنّتیں مثبت تاثیر بھی رکھتی ہیں اور منفی تاثیر بھی رکھتی ہیں۔ خداوند تعالیٰ تعالیٰ نے دونوں قسم کی سنتوں کو جملہ شرطیہ میں بیان کیا ہے یا تاکید کے ساتھ بیان کیا ہے، جو اس بات کی علامت ہے کہ جب بھی ان سنتوں سے مربوط اعمال انجام دیے جائیں گے ان کے نتائج قطعی ہیں۔ جو سنتیں معاشیات کے میدان میں مثبت تاثیر رکھتی ہیں، ان میں خداوند تعالی کی نازل کردہ کتاب کے مطابق عمل کرنے سے رزق اور روزی میں اضافہ ہونا، خداوند تعالی پر توکل کرنے سے خداوند تعالی کا رزق کے معاملے میں کافی ہونا، تقویٰ اختیار کرنے سے برکات کا نازل ہونا، شکر کرنے سے نعمتوں میں اضافہ ہونا، انفاق سے رزق کا بڑھنا، قرض دینے سے مال میں اضافہ ہونا، شادی کرنے سے اللہ تعالیٰ کا غنی کرنا، وغیرہ شامل ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ سعی اور کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ کا رزق ملے گا اور اتنا ملے گا جتنی سعی اور کوشش کی ہے، معاشی آزمائش کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی سنت ہے، جسے خداوند تعالی بندوں کی مصلحت کے مطابق انجام دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کچھ سنتیں منفی تاثیر بھی رکھتی ہیں، جیسے ناشکری، مستحقین کا حق نہ دینے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے روگردانی سے اللہ تعالیٰ نعمتوں کو واپس لے لیتا ہے۔

*****

References

1. Ahmad Moradkhani, Tehrani, *Sunnat Hayi Ejtamai Elahi Dur Qur'an*, (Qom, Markaz Bahn al-Mulali Tarjma wa Nasher al-Mustafa(PBUH), 1394 SH), 85.

احمد مراد خانی، تہرانی، سنت ہای اجتماعی الٰہی در قرآن، (قم، مرکز بین المللی ترجمہ و نشر المصطفیٰ (ص)، 1394 ش۔ھ)، 85۔

2. Ibid, 95.

ایضاً، 95۔

3. Ibid,95, Abdullah, Baharloui, “Bar Shumari Sunnat Hayi Elahi dur Qurian”, Majala Shamim Yas Khordad, Issue 39, (1385 SH), 14.
(Accessed April, 18, 2024)..

https://hawzah.net/fa/Magazine/View/3674/6126/65036/%D8%A8%D8%B1%D8%B4%D9%85%D8%A7%D8%B1%DB%8C-%D8%B3%D9%86%D8%AA-%D9%87%D8%A7%DB%8C-%D8%A7%D9%84%D9%87%DB%8C-%D8%AF%D8%B1-%D9%82%D8%B1%D8%A2%D9%86

ایضاً، 95، عبداللہ، بہارلوئی، "برشماری سنت ہای الٰہی در قرآن"، مجلّہ شمیم یاس خرداد، شمارہ39، (1385): 14۔

4. Ibid, 95.

ایضاً، 95۔

5. Naser Makarem, Shirazi, *Tafseer-e-Namona*, Vol. 13, (Tehran, Dar al-Kutub al-Islamiya, 1374 SH), 516.

ناصر مکارم، شیرازی، تفسیر نمونہ، ج13، (تہران، دارالکتب الاسلامیۃ، 1374ہ.ش)، 516۔

6. Mohammad Javad, Najafi Khomeini, *Tafseer Asan*, Vol. 12, (Tehran, Intasharat Islamiyah, 1398 SH), 381.

محمد جواد، نجفی خمینی، تفسیر آسان، ج12، (تہران، انتشارات اسلامیہ، 1398 ہ.ق)، 381۔

7. Ahmad Ali, Babaei, *Gazida Tafseer-e-Namona*, Vol. 3, (Tehran, Dar al-Kitab al-Islamiya, 1382 SH), 193.

احمد علی، بابائی، گزیدہ تفسیر نمونہ، ج3، (تہران، دارالکتب الاسلامیہ، 1382ق)، 193۔

8. Syed Muhammad Baqir, Mousavi Hamdani, *Tarjma al-Mizan*, Vol. 6, (Qom, Daftar Intasharat Islami Jamiai Muderseen Hoza Elmia, 1384 SH), 53-54.

سید محمد باقر، موسوی ہمدانی، ترجمہ المیزان، ج6، (قم، دفتر انتشارات اسلامی جامعہ ی مدرسین حوزہ علمیہ، 1384ہ۔ش)، 54-53۔

9. Mohsen, Qaraati, *Tafseer-e-Noor*, Vol. 9, (Tehran, Markaz Farangi dar Sahi az Qur'an, 1383 SH), 390.

محسن، قرائتی، تفسیر نور، جلد9، (تہران، مرکز فرہنگی درسہایی از قرآن، 1383ش)، 390۔

10. Syed Abdul Hossein, Tayyab, *Tayyeb Bayan fi Tafsir al-Qur'an*, Vol.7,(Tehran, Intasharat Islam, 1378 SH), 364.

سید عبدالحسین، اطیب، اطیب البیان فی تفسیر القرآن، ج7، (تہران، انتشارات اسلام، 1378ہ.ش)، 364۔

11. Ibid, Vol.13, 208.

ایضاً، ج13، 208۔

12. Ibid.

ایضاً۔

13. Raghab Esfahani, Hossein bin Muhammad, Al-Qur'an Vocabulary, Damascus, Dar-ul-Al-Dar al-Shamia, 1412 AH), 474.

راغب اصفہانی، حسین بن محمد، مفردات الفاظ القرآن، (دمشق، دار العلم-الدار الشامیۃ، سال 1412؛ق)، 474۔
14.*https://shamilaurdu.com/quran/tarjumah-bhutvi/tafseer-ul-quran-al-kareem/5533/.*
15. Syed Abdul Hossein, Tayeb, Vol. 8, *Atyab Bayan fi Tafsir al-Qur'an*, (Tehran, Intasharat, 1378 SH), 155.
اطیب، سید عبد الحسین، ج8، اطیب البیان فی تفسیر القرآن، (تہران، انتشارات اسلام، 1378ه.ش)، 155۔